اللہ جل جلالہ

خطباتِ فقیر

جلد پنجم

- شکرِ الٰہی
- صبر کی برکات
- اسلام اور مغربی معاشرہ
- تہجد کی پابندی
- مجاذیب کی پُراسرار دنیا
- شرم وحیاء
- تین بڑی نعمتیں
- حقوقِ العباد
- نصائح دلپذیر
- علم، عمل اور اخلاص

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، مفکرِ اسلام

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مکتبۃ الفقیر

223 سنت پورہ، فیصل آباد

+92-041-2618003

خطباتِ فقیر

از افادات

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ

مرتب: محمد حنیف نقشبندی مجددی

مکتبۃ الفقیر
223 سنت پورہ فیصل آباد
+92-041-618003

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	خطبات فقیر جلد پنجم
ازافادات	حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مجددی
مرتب	محمد حنیف نقشبندی مجددی
ناشر	مکتبۃ الفقیر 223 سنت پورہ فیصل آباد
اشاعت اول	نومبر 2000ء
اشاعت دوم	2001ء
اشاعت سوم	2002ء
اشاعت چہارم	مارچ 2003ء
اشاعت پنجم	اپریل 2004ء
اشاعت ششم	اپریل 2005ء
اشاعت ہفتم	نومبر 2005ء
اشاعت ہشتم	نومبر 2006ء
اشاعت نہم	اکتوبر 2007ء
اشاعت دہم	جون 2008ء
اشاعت گیارہ	مارچ 2009ء
اشاعت تیرہ	فروری 2010ء
تعداد	1100
کمپیوٹر کمپوزنگ	فقیر شاہ مسعود نقشبندی

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	**شکر الٰہی**	17
	تخلیق الٰہی کا شاہکار	17
	ایمان کی دولت ایک نعمت عظمیٰ	18
	احساس شکر	19
	ایک بہت بڑی ابتلاء	19
	پلکوں کی نعمت	20
	بیکٹیریا سے حفاظت	21
	وائرس سے حفاظت	22
	شکوے ہی شکوے	22
	حالات کی زنجیریں	23
	رزق کی تقسیم	23
	احساس شکر پیدا کرنے کا طریقہ	24
	نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول و ضوابط	24
	لسانی اور جسمانی شکر	
	دو طرح کی نعمتیں	24
	آنکھوں کی نعمت	25
	قوت گویائی کی قدر	25
	قوت سماعت کی قدر	25
	نظام انہضام کی نعمت	26
	سانس کی نعمت	27
	مکان کی نعمت	28
	میٹھی میٹھی تنبیہ	29
	ہاتھ پھیلانے سے نجات	30

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اولاد کی نعمت	31
	بیوی جیسی نعمت	34
	ہماری حالت	34
	اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار	35
	نعمتوں کی ناقدری کا وبال	36
	بھوک ننگ اور خوف کا لباس	36
	اللہ تعالیٰ کی پسند	37
	ہمارے شکووں کی اصل وجہ	37
	احسانات خداوندی	38
	شکر کی کمی کا وبال	39
	قوم سبا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں	39
	شکر کرنے کے طریقے	40
	عیبوں کی پردہ پوشی	41
	مولا کی تعریف	41
	بھکاری کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا طریقہ	42
	الحمد للہ کہنے کی عادت	42
	لمحہ فکریہ	43
	تین آدمیوں کی آزمائش	45
	اللہ کی تعریفیں کریں	49
	اللہ کی قدر کریں	50
2	**صبر کی برکات**	51
	حالات کا تغیر	51
	خوشی اور غم کے اسباب	52

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	شیطان کا ورغلانا	52
	داخلہء جنت کے اسباب	53
	چراغ بجھ جانے پر اجر وثواب	53
	مریض کے لئے اجر وثواب	54
	آیت کریمہ کی فضیلت	54
	مریض مستجاب الدعوات ہوتا ہے	54
	سیدنا حضرت ایوبؑ کا صبر	55
	سیدنا حضرت ایوبؑ کے تین انعامات	57
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ایوبؑ کی بیمار پرسی	58
	صبر کسے کہتے ہیں؟	58
	بہترین حکمت عملی	58
	محبوبہ اور محبوب کا بدلہ	59
	اللہ تعالیٰ سے جنگ...... معاذ اللہ!!!	60
	نبی اکرم ﷺ کے حاسدین	60
	امام اعظم ابو حنیفہؒ کا صبر	61
	صبر کے درجات	61
	تائبین کا صبر	61
	زاہدین کا صبر	62
	صدیقین کا صبر	62
	صبر...... رفع درجات کا سبب	63
	پرنم آنکھوں کا بدلہ	63
	بلا حساب جنت میں داخلہ	64
	اللہ تعالیٰ کی طرف سے معذرت	64
	اللہ تعالیٰ کے ہاں غریب لوگوں کی قدر	65
	ایک گرانقدر ملفوظ	65
	عاملین کے پاس جھرمٹ کی وجہ	66
	سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کا فرمان	66
	سیدنا حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان	66
	سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کا فرمان	66
	نصرت الٰہی کے لئے ایک سنہری اصول	67
	ایک علمی نکتہ	67
	پہلی دلیل	67
	دوسری دلیل	68
	ہم بدلہ نہ لیں	69
	کچہریوں میں مقدمہ بازی کیوں؟	69
	پریشانی دور کرنے کا آسان نسخہ	69
	صبر...... معیت خداوندی کا ذریعہ	70
	بخشش کا عجیب بہانہ	71
	تنگی کے بعد دو آسانیاں	72
	پریشانی اور خوشحالی میں اللہ والوں کی کیفیت	72
	گناہوں کا کفارہ	73
	ایک صحابیہؓ کی سبق آموز داستان	74
3	**اسلام اور مغربی معاشرہ**	76
	امریکہ کا سفر	77
	جدید ٹیکنالوجی	77
		77

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مٹی سونے کے بھاؤ	78
	چاند پر بیٹھی مکھی کی آنکھ کا فوٹو	78
	روس امریکہ امن معاہدے کا اظہار	78
	برکلے یونیورسٹی میں کمپیوٹرز کی تعداد	79
	جینٹکس انجینئرنگ کی نئی دریافتیں	79
	تسخیر کائنات کی طرف اشارہ	80
	پیٹ کھولے بغیر آپریشن	80
	بغیر آپریشن پھیپھڑے سے گولی نکالنا	81
	یورپین لوگوں کا دعویٰ	82
	شہوت پرستی کا زور	82
	مغربی معاشرے کے مثبت پہلو	83
	سویڈن کے وزیراعظم کا استعفیٰ	83
	اپوزیشن لیڈر کی نااہلی کا عجیب واقعہ	83
	ارکان پارلیمنٹ کی معذرت	84
	یورپ میں معاشرتی حقوق کا خیال	85
	اندرون بیرون ملک میں سیاسی امتیاز	86
	تعلیمی اخراجات	87
	روس کی ایک عجیب شکایت	87
	بچوں کی تربیت	87
	نظم وضبط	89
	مغربی معاشرے کے منفی پہلو	90
	ماں باپ کی زبوں حالی	90
	سویڈن میں طلاق کی شرح	90

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	میاں بیوی میں محبت کی کمی	92
	اسلام کی برکت	93
	اولاد کے بارے میں تصور	93
	ایک بوڑھی عورت کی کسمپرسی	94
	کتا افضل ہے یا ماں؟	95
	جرمنی میں بیٹی سے باپ کی بدسلوکی	96
	اسلامی معاشرہ میں بیٹی کا مقام	97
	ماں کی عظمت	98
	لمحہ فکریہ	99
	فرنگیوں سے ایک سوال	99
	فرنگیوں کا قبول اسلام	100
	پرسکون زندگی کا راز	100
	محبت ہی محبت ہوگی	101
	اسلام میں ایثار کی درخشندہ مثال	102
	ایک مسلمان سفیر کی بدحالی	102
	انگریز لڑکیوں سے شادی	103
	مسجد کے مینار یا راکٹ لانچر	103
	نمازیوں کے لئے پریشانی	104
	امریکہ میں اسلامک سنٹرز کا قیام	104
	مسلمان نوجوانوں کی سرگرمیاں	104
	ایک انگریز نوجوان کا قبول اسلام	105
	ایک زریں اصول	106

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک نوجوان کا قبول اسلام	106
	تین دلچسپ سوالات	107
	جیلوں میں اسلام کی تبلیغ	109
	اسلام کی تاثیر	110
	سویڈش کے نزدیک محمد عربی ﷺ کا مقام	111
	ایک عاشق صادق کا واقعہ	111
	ایک سویڈش نوجوان کا قبول اسلام	112
	آسٹریلیا میں ایک لڑکی سے مکالمہ	113
4	**تہجد کی پابندی**	115
	مقام انسانیت	115
	بے عملی کی بنیادی وجہ	115
	مگر دل نہ ملا	115
	ہماری کسمپرسی	116
	قرون اولیٰ اور زمانہ حاضر کا تقابل	117
	تہجد سے محرومی کی وجہ	117
	تہجد کے وقت فرشتوں کی تین جماعتیں	117
	تھپکیاں دے کر سلانے والے فرشتے	118
	پر مار کر جگانے والے فرشتے	119
	تین گھنٹوں کی نیند منٹ میں	119
	مقربین کی کروٹ بدلنے والے فرشتے	120
	ایک مثال سے وضاحت	120
	نوجوانوں کی زبوں حالی	121
	ایک مغالطہ اور اس کا جواب	122
	سلطنت کے زوال کی علامت	122
	نور پیر دا ویلا	123
	قحط الرجال کا دور	123
	کیمیائے احمر سے قیمتی شخصیت	124
	تین راتوں میں نبی ﷺ کی زیارت	124
	ذکر الٰہی کے فائدے	124
	میاں بیوی کے اوقات کی تقسیم	125
	باوضو زندگی گزارنے کی تڑپ	125
	ایک باندی کا ذوق عبادت	126
	روزانہ ستر طواف کرنے والے بزرگ	127
	امام شافعیؒ کا ذوق عبادت	127
	ایک انمول تمنا	128
	سعید ابن جبیرؒ کا ذوق عبادت	128
	تہجد کی نماز اور سو روپیہ	128
	تہجد سے محرومی کا علاج	129
	مشتبہ لقمے کی نحوست	129
	تہجد سے محرومی کی ایک عجیب وجہ	130
	بیالیس سال تک تلاوت قرآن کا معمول	130
	ستائیس سال سے اوابین کی پابندی	131
	ایک خاتون کا ذوق عبادت	131

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	دور حاضر کا المیہ	131
	عبادت کا شوق کیسے پیدا ہوتا ہے	132
	شب بیداری کی برکات	132
	شب زندہ داروں کا اکاؤنٹ	133
	بغیر اجر کے جاگنے والے لوگ	133
	جاگ کر کون سے اعمال کئے جائیں	134
	خشیت الٰہی کی پہچان	134
	عزازیل سے شیطان بننے کی پانچ وجوہات	134
	قبولیت توبہ کی پانچ وجوہات	135
	ہماری ذمہ داری	135
	لذت آشنائی	136
	ایک مثال سے وضاحت	136
	مسجد میں گدھا	137
	خوشی دیاں ونگاں	138
	بیعت کرتے وقت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی کیفیت	138
	جان بخشی	!38
	روحانیت میں ظاہری فاصلوں کی حیثیت	139
	جماعتی کام کی فضیلت	139
	گزشتہ رمضان المبارک کی تھکاوٹ	140
	نفس پر بوجھ ڈالیے	140

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	شب بیداری کا پروگرام رکھنے کی وجہ	141
5	**مجاذیب کی پراسرار دنیا**	143
	دنیا میں ظاہری اسباب کی اہمیت	143
	قدرت الٰہی کا اظہار	144
	روحانی اسباب	144
	دنیا کا انتظام چلانے کے لئے دو طرح کے انتظامات	145
	فرشتوں کے ذریعے	145
	انسانوں کے ذریعے	145
	خدائی نظام	146
	قطب ارشاد کے فرائض	146
	قطب مدار کے فرائض	146
	قطب ارشاد کی فضیلت	147
	مجنون اور مجذوب میں فرق	147
	مجذوب بننے کے لئے ہاتھ کھڑا کریں	148
	مجذوب کی اقسام	149
	وہبی مجذوب	149
	کسبی مجذوب	149
	حضرت بابو جی عبداللہؒ پر ایک مجذوب کا وار	150
	ایم بی بی ایس ڈاکٹر ابدال کیسے بنا؟	150
	مجذوب کی ایک خاص کیفیت	151
	کامل مجذوب کی پہچان	152

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	مجنون لوگوں کا جنت میں داخلہ	152
	مجاذیب کے حیرت انگیز واقعات	152
	مجذوب کی دعا کے ثمرات	153
	ابن عربیؒ کی ایک مجذوب سے ملاقات	153
	خواجہ نظام الدین اولیاءؒ ایک مجذوب سے ملاقات	153
	نسل در نسل بادشاہت	154
	مجذوب نے ہاتھی کو گرادیا	154
	چاند کو پیالے میں چھپانا	154
	ایک مجذوبہ کا پردہ کرنے کا واقعہ	155
	بکریوں کی حفاظت کرنے والے بھیڑیئے	155
	خواجہ باقی باللہ کو ایک مجذوب کی نصیحت	155
	تفسیر دل	156
	دو مجذوبوں کی انتظامی امور میں تعیناتی	156
	اورنگزیب عالمگیرؒ کو تخت و تاج ملنے کا واقعہ	157
	سراپا تسلیم و رضا شخصیات	159
	حضرت مولانا یعقوب نانوتویؒ میں تسلیم و رضا	160
	خواجہ فریدالدین عطارؒ میں تسلیم و رضا	160
	مولانا تاج محمود امروٹیؒ میں تسلیم و رضا	161
	خواجہ عبدالمالک صدیقیؒ میں تسلیم و رضا	161
	خواجہ عبیداللہ احرارؒ میں تسلیم و رضا	161
	فاعل حقیقی	161
6	**شرم و حیاء**	163
	سیرت طیبہ کے مختلف پہلو	163
	حیاء ایمان کا ایک شعبہ	163
	نبی اکرم ﷺ کی شرم و حیاء کا عالم	164
	غیرت کا مقام	164
	شریعت اسلامی کا حسن	164
	بے پردہ عورت کا انجام	165
	یمن سے مدینہ کا شرم و حیاء کا عالم	165
	باطن پر محنت کرنے کی ضرورت	166
	آج کل نفوس کی حالت	166
	باطنی امراض کی علامت	167
	مؤمن کی مثال	168
	موت کب آئے گی؟	168
	امام اعظم ابوحنیفہؒ میں شرم و حیاء	169
	ایک عورت کی پاکدامنی سے قحط سالی ختم	169
	شرم و حیاء سے معاشی پریشانی کا خاتمہ	170
	ایمان کی حلاوت حاصل کرنے کا طریقہ	171
	قبولیت دعا کا لمحہ	171

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	زنا کے قریب بھی نہ جاؤ	172
	بدکاری کی وجہ سے عمر میں کمی	172
	صحابہ کرامؓ میں شرم وحیاء کا عالم	172
	جلدی بند ہونے والا دروازہ	173
	دو اعضاء کی دوہری حفاظت	173
	سیدنا عثمان غنیؓ میں شرم وحیاء	174
	شرم وحیاء پر نصرت الٰہی کے کرشمے	174
	بی بی مریمؑ کی پاکدامنی کی گواہی	175
	حضرت یوسفؑ کی پاکدامنی کی گواہی	179
	ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی داستان وفا	179
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی شادی مبارک	181
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی خصوصیت	181
	ام عبداللہ، سیدہ عائشہ صدیقہؓ	181
	حضور اکرم ﷺ کی سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے محبت	182
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا علم وتقویٰ میں مقام	182
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کا فقہ میں مقام	182
	حضور اکرم ﷺ کی طرف سے امہات المومنین کو اختیار	183
	سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی پاکدامنی کی گواہی	183

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	اسلام میں بیٹی کا مقام	191
	نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ	191
	اسلام میں بہن کا مقام	192
	اسلام میں والدہ کا مقام	192
	چاند دیکھنا سنت ہے	193
	سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ میں شرم وحیاء	193
	تین دن کا فاقہ	194
	پریشانیاں ختم کرنے کی ترکیب	194
	صحابہ کرامؓ کے رزق میں برکت	195
	تقویٰ کی برکت	196
7	**تین بڑی نعمتیں**	197
	پہلی بڑی نعمت	197
	عقل کی لغوی تحقیق	197
	جنت میں عقل کے مطابق درجہ	198
	عقل معاش	198
	عقل معاد	199
	دوسری بڑی نعمت	200
	امام مہدی اور سلسلہ نقشبندیہ	201
	طالب علم کے ایک ایک قدم کی فضیلت	201
	علم کی فضیلت	201
	سیدنا سلیمانؑ اور علم	202

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک ہزار رحمتیں	202
	علم اور مقام علیین	202
	علم اور محبت الٰہی	202
	عالم کے اکرام کا ثمرہ	203
	عالم کی ہمنشینی نبی اکرم ﷺ کی ہمنشینی	203
	قیامت کے دن علماء کا اکرام	203
	نبی اکرم ﷺ کی دعوت	204
	علم کا مفہوم	204
	علمائے سوء کے پیٹ کی بدبو	205
	خنزیر کے گلے میں موتی	205
	امام بخاریؒ اور علم کی قدر	205
	چنبیلی کے پھول کی تعبیر	206
	عالم اور جاہل میں فرق	206
	علماء امت کا آئینہ	207
	علمائے سوء اور علمائے حق کا کردار	207
	گمراہی کے راستے	207
	علم اور انبیاء علیہ السلام	208
	تکوینی علوم میں حضرت خضرؑ کی فضیلت	209
	دو بوڑھوں میں محبت الٰہی	210
	اولوالعلم میں عوام الناس کو داخل کرنا	210
	تیسری بڑی نعمت	211
	حضرت اقدس تھانویؒ کا ارشاد	211

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ادب	212
	قبلہ رخ بیٹھنے کی فضیلت	212
	علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور ادب	213
	جادوگر اور ادب	214
	ہمارے سجدوں کی کیفیت	214
	نبی اکرم ﷺ اور ادب	215
	ایک عجیب واقعہ	216
	ادب حاصل کرنے کا طریقہ	216
	خشیت الٰہی کسے کہتے ہیں؟	217
	معیت الٰہی	217
	مریم اور معیت الٰہی	218
	انبیاء کرامؑ پر اسباب کا اثر	219
	مولانا الیاسؒ کا ارشاد	220
	مریم پر اسباب کا اثر	220
	اللہ سے لو لگا لو	221
	دو نمبر مجنوں	223
	خشیت الٰہی لقائے الٰہی کا استحضار ہے	223
	سلف صالحین میں خشیت الٰہی	224
	مولانا حسین علیؒ اور خشیت الٰہی	224
	آخرت کا جہیز	225
	سیدنا صدیق اکبرؓ میں خشیت الٰہی	226
	حضرت عمرؓ میں خشیت الٰہی	226
	مولانا احمد علی لاہوریؒ میں خشیت الٰہی	227

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	ایک محدث میں خشیت الٰہی	228
	لمحہ فکریہ	228
	قرآن کے آئینہ میں ہماری تصویر	229
	چٹائیوں کی عزت	230
	سلف صالحین کی اللہ تعالیٰ پر توکل	230
	علم کا تقاضا	230
	اللہ کے بندوں کی تلاش	231
8	**حقوق العباد**	233
	اعتدال کی راہ	233
	دو قسم کے حقوق	233
	وہ مریض، یہ بھی مریض	234
	روز محشر اللہ تعالیٰ کا اعلان	234
	بنی اسرائیل کو تنبیہ	234
	دو انسانوں کا اختلاف	235
	سینہ بے کینہ کا مطلب	235
	ایک عاشق رسول ﷺ کا واقعہ	236
	شکریہ ادا کرنے کی اہمیت	237
	غصہ پینے کی فضیلت	237
	عقل کی زکوٰۃ	238
	انسانوں کی دو قسمیں	238
	کمینے آدمی کی مثال	240
	میاں سے بیوی کے شکوے	240
	مگرمچھ کے آنسو	241
	انسان کی قدر	241
	ایک عجیب واقعہ	242
	غلط فہمی کا نقصان	244
	پہلوان کون ہے؟	245
	بانجھ عورت کون ہے؟	245
	غریب کون ہے؟	245
	زبان کی بے احتیاطی	246
	موت کے بعد انسان کے پانچ حصے	246
	حسد کا وبال	247
	غیبت کا وبال	247
	خیر خواہی ایک پسندیدہ صفت	247
	مسلمانوں کے تین حقوق	248
	دل جلانے کی باتیں	249
	اب پچھتائے کیا ہوت	250
	دنیا کی شرمندگی آسان ہے	251
	تیسرا حق	251
	خیر خواہی کا فائدہ	255
	اللہ والوں سے پیار کا معاملہ	255
	دلیل	

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	محبت الٰہی میں کمی کا وبال	253
	نفرت وہ تو کفار سے	254
	دل کی پکار	254
	اپنی سیرت کو خوبصورت بنائیے	255
9	**علم، عمل اور اخلاص**	257
	عزت ملنے کے دو ذرائع	257
	علم کی فضیلت مال پر	258
	مال کی بے ثباتی	259
	علم اور جہالت کا تقابل قرآن کی روشنی میں	260
	علم کی فضیلت قرآن مجید سے	261
	حضرت آدمؑ کی مثال	261
	حضرت داؤدؑ کی مثال	262
	حضرت سلیمانؑ کی مثال	262
	حضرت یوسفؑ کی مثال	263
	حضرت عیسیٰؑ کی مثال	263
	حضرت خضرؑ کی مثال	264
	حضور اکرم ﷺ کی مثال	264
	عقلمند انسان	264
	انمول باتیں	264
	عمل کی ضرورت	265
	اخلاص کی ضرورت	266

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	آصف بن برخیا کے علم، عمل اور اخلاص کی برکت	266
	حضرت عمرؓ کے علم، عمل اور اخلاص کی برکت	267
	ہوا پر حکم	267
	زمین پر حکم	267
	آگ پر حکم	268
	پانی پر حکم	268
	بیت المقدس کیسے فتح ہوا	268
	چراغ علم جلاؤ	268
	نبی اکرم ﷺ کی بہترین دعا	270
	لمحہ فکریہ	171
	گناہوں کی معافی کس طرح مانگیں	272
	اپنی میں کو مٹالیجئے	274
	رب کریم کا دروازہ	274
	اللہ کو راضی کر لیں	275
	ایک اعرابی کی عجیب دعا	275
10	**نصائح دلپذیر**	277
	انسانی زندگی میں تین دنوں کی اہمیت	277
	سب سے بڑا دھوکہ	278
	مواسم عمر	279
	کامیاب انسان	279

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	جنت دو قدم	279
	برے لوگوں کی نشانی	280
	محبت ہو تو ایسی	280
	سب برا شخص	281
	اتنی سخت وعیدیں	281
	تہجد کی نماز سے محرومی کی وجہ	282
	اپنی فکر کیجئے	282
	ذکر الٰہی کی اہمیت	283
	ایک علمی نکتہ	283
	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معارف	283
	انسا ستر کا پردہ	284
	جہنم سے بچنے کا مطلب	284
	گناہوں کا کفارہ	284
	تین قسموں کے گناہوں سے نجات	284
	اللہ تعالیٰ کی رضا کی دلیل	285
	نعمتوں کی قدردانی	285
	الحمدللہ کہنے پر انعامات	286
	کلمہ طیبہ میں چھ نکات	286
	پہلا نکتہ	287
	دوسرا نکتہ	287
	تیسرا نکتہ	287
	چوتھا نکتہ	288

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
	پانچواں نکتہ	288
	چھٹا نکتہ	288
	عافیت کا مطلب	289
	روزہ اور باطنی ترقی	289
	انبیاء کرام اور نفلی روزے	290
	حضرت آدمؑ اور ایام بیض کے روزے	290
	حضرت ابوجاجہؓ کی احتیاط	291
	خیر خواہی کی اہمیت	291
	خیر خواہی کی ایک عمدہ مثال	292
	اصحاب کہف کا کتا جنت میں	292
	محبت الٰہی میں ایک احتیاط	293
	حضرت ابراہیمؑ کا محبت الٰہی میں مقام	293
	حضرت یعقوبؑ کا محبت الٰہی میں مقام	293
	ایک اصولی بات	294
	حضرت موسیٰؑ اور دیدار الٰہی	294
	ایک علمی نکتہ	295
	توحید کا سبق	296
	مجنوں کے جذبات	296
	پرندوں کے انڈے اور معرفت کے موتی	297
	شیطان سے بچنے کا ہتھیار	298
	دل کی کنجی	298
	محبت الٰہی کا غلبہ	299
	حضرت معروف کرخیؒ پر محبت الٰہی کا غلبہ	300
	برکتوں والا نام	301
	''الف'' اور ''با'' کے معارف	302

☆☆☆

پیش لفظ

الحمد لله الذی نور قلوب العارفین بنور الایمان و شرح صدور الصادقین بالتوحید و الایقان و صلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه سیدنا محمد و علیٰ اله اصحابه اجمعین . اما بعد!

اسلام نے امت مسلمہ کو ایسے مشاہیر سے نوازا ہے جن کی مثال دیگر مذاہب میں ملنا مشکل ہے۔اس اعتبار سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صف اول کے سپاہی ہیں۔جن میں ہر سپاہی اصحابی کالنجوم کے مصداق چمکتے ہوئے ستارے کی مانند ہے، جس کی روشنی میں چلنے والے اھتدیتم کی بشارت عظمیٰ سے ہمکنار ہوتے ہیں اور رشد و ہدایت ان کے قدم چومتی ہے۔بعد ازاں ایسی ایسی روحانی شخصیات صفحہ ہستی پر رونق افروز ہوئیں کہ وقت کی ریت پر اپنے قدموں کے نشانات چھوڑ گئیں۔

عہد حاضر کی ایک نابغہ عصر شخصیت شہسوار میدان طریقت، غواص دریائے حقیقت، منبع اسرار، مرقع انوار، زاہد زمانہ، عابد یگانہ، خاصہ خاصان نقشبند، دامت برکاتہم العالی مادامت النہار والیالی ہیں۔آپ منشور کی طرح ایک ایسی پہلو دار شخصیت کے حامل ہیں کہ جس پہلو سے بھی دیکھا جائے اس میں قوس قزح کی مانند رنگ سمٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔آپ کے بیانات میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ حاضرین کے دل موم ہو جاتے ہیں۔عاجز کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ ان خطبات کو تحریری شکل میں یکجا کر دیا جائے تو عوام الناس کے لئے بہت مفید ثابت

ہوں گے۔ چنانچہ عاجز نے تمام خطبات صفحہء قرطاس پر رقم کر کے حضرت اقدس کی خدمت عالیہ میں تصحیح کے لئے پیش کئے۔ الحمد للہ کہ حضرت اقدس دامت برکاتہم نے اپنی گوناں گوں مصروفیات کے باوجود نہ صرف ان کی تصحیح فرمائی بلکہ ان کی ترتیب و تزئین کو پسند بھی فرمایا۔ یہ انہی کی دعائیں اور توجہات ہیں کہ اس عاجز کے ہاتھوں یہ کتاب مرتب ہو سکی۔

ممنون ہوں میں آپ کی نظر انتخاب کا

حضرت دامت برکاتہم کا ہر بیان بے شمار فوائد وثمرات کا حامل ہے۔ ان کو صفحات پر منتقل کرتے ہوئے عاجز کی اپنی کیفیت عجیب ہو جاتی اور بین السطور دل میں یہ شدید خواہش پیدا ہوتی کہ کاش کہ میں بھی ان میں بیان کردہ احوال کے ساتھ متصف ہو جاؤں۔ یہ خطبات یقیناً قارئین کے لئے بھی نافع ہوں گے۔ خلوص نیت اور حضور قلب سے ان کا مطالعہ حضرت کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہونے کا باعث ہوگا۔ (انشاءاللہ)

اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ سی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر بندہ کو بھی اپنے چاہنے والوں میں شمار فرمالیں۔ آمین ثم آمین

فقیر محمد حنیف عفی عنہ

ایم اے۔ بی ایڈ

موضع باغ، جھنگ

شکر الٰہی

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَ زِیْدَنَّکُمْ وَ لَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۔ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّار ۔ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَر لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ۔ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۔ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَہٗ ۔ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۔ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ وَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ۔ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

تخلیق الٰہی کا شاہکار:

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ رب کریم کی ہم پر کتنی مہربانی ہے کہ اس پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا۔ اگر وہ کوئی جانور بنا دیتا تو اس کو اختیار تھا۔ بالفرض اگر وہ بندر پیدا کر دیتا تو کسی نے ناک میں نکیل ڈالی ہوتی اور ہم گلیوں کے اندر ناچتے پھرتے۔ وہ گدھے کی شکل میں پیدا کر دیتا تو کسی نے پیٹھ پہ بوجھ لادا ہوتا اور ہم ڈنڈوں پہ ڈنڈے کھا رہے ہوتے اور پھر اس

کے باوجود بھی زبان سے شکوہ کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ الحمدللہ پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا، ہم نے اس کے لیے کوئی درخواست تو نہ دی تھی۔

ایمان کی دولت ...... ایک نعمت عظمیٰ:

دوسرا احسان یہ ہوا کہ رب العزت نے ہمیں نبی علیہ السلام کی امت میں ایمان کے ساتھ پیدا کیا۔ یہ اللہ رب العزت کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہم اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ دنیا میں وہ بھی لوگ ہیں جو اس امت میں پیدا ہوئے مگر ان کو کفر کا ماحول ملا، ان کے ماں باپ نے انہیں یہود و نصاریٰ اور کافر بنا دیا، ہمیں اللہ رب العزت نے ایسے ماں باپ کے گھر پیدا کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے اور والدہ دودھ کا فیڈر لگاتی تھی تو بسم اللہ پڑھا کرتی تھی، وہ ہمیں سلاتی تھی تو لا الہ الا اللہ کے ترانے سنایا کرتی تھی، وہ پنگھوڑا ہلاتی تھی تو حسبی ربی جل اللہ کے گیت سنایا کرتی تھی۔ ابھی ہم چھوٹے اور ناسمجھ تھے کہ وہ ہم سے اللہ اللہ کے لفظ کے ساتھ باتیں کیا کرتی تھی۔ ابھی ہم چھوٹے تھے کہ اسی ماں اور اسی باپ نے ہمارے ایک کان میں اذان دلوائی اور دوسرے کان میں اقامت، اس چھوٹی عمر میں جب ہمیں سمجھ بھی نہ تھی، جب ہم اپنے مالک و خالق کو پہچانتے بھی نہ تھے ان ماں باپ کی برکت سے ہمارے کانوں میں اس وقت اپنے پروردگار کا نام پہنچا۔ یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ پھر جب ہم چلنے پھرنے کے قابل ہوئے ابھی بچپن تھا، دوست دشمن کی تمیز نہ تھی، نفع نقصان کا اندازہ نہ تھا، ہمارے والد ہماری انگلی پکڑ کر مسجد کی طرف لے کر جاتے تھے۔ یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم جو آج مسلمان بن کر بیٹھے ہیں معلوم نہیں کہ کتنے لوگوں کی محنت کا اس میں دخل ہے۔ کتنی اللہ رب العزت کی رحمتیں ہم پر برسیں کہ آج اللہ رب العزت نے ایمان کی دولت سے مالا

مال فرمایا۔ جسمانی نعمتیں تو بے شمار ہیں۔ پروردگار عالم نے ہمیں صحیح سلامت جسم کے ساتھ پیدا کر دیا، وہ پروردگار اگر چاہتا تو ہمیں کسی عذر کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا، کسی مرض کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا۔ ہمیں جو صحیح سلامت جسم نصیب ہوا یہ پروردگار کی ہم پر کتنی بڑی مہربانی ہے۔

احساس شکر:

ایک صاحب نے ظہر کی نماز پڑھی، تنگدستی اتنی تھی کہ جوتا بھی ٹوٹ گیا۔ گرمی کا موسم تھا گرم زمین پر ننگے پاؤں چلتے ہوئے یہ مسجد سے گھر کی طرف لوٹنے لگے تو دل میں خیال آیا، پروردگار! میں تو آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں، نمازیں پڑھتا ہوں، مسجد کی طرف آتا ہوں، مجھے تو آپ نے جوتا بھی عطا نہ کیا۔ ابھی یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑے آدمی کو آتے دیکھا، وہ بیساکھیوں کے بل چل کے آ رہا تھا۔ فوراً دل پر چوٹ لگی کہ اوہو! میں تو جوتے کے نہ ہونے کا شکوہ کرتا رہا، یہ بھی تو انسان ہے جسے پروردگار نے ٹانگیں بھی عطا نہ کیں، یہ لکڑیوں کے سہارے چلتا ہوا آ رہا ہے۔ تو جب اپنے سے نیچے والے کو دیکھا تو دل میں شکر کی کیفیت پیدا ہوئی۔

ایک بہت بڑی ابتلاء:

ایک اصول یاد رکھیں کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھیں تا کہ عمل کا شوق اور زیادہ ہو۔ آج معاملہ الٹ ہے، ہم دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں، گھر میں آپ بیوی سے کہیں کہ نماز پڑھو۔ وہ کہے گی کہ تمہاری بہن کونسی نماز پڑھتی ہے؟ وہ کہے گی کہ فلاں کی بخشش ہوگئی تو بس میری بھی ہو جائے گی۔ اپنے سے نیچے والوں کی مثالیں دے گی۔ دنیا کی باتیں کرو تو اس کو پتہ ہوگا کہ

میرا گھر اتنا خوبصورت بنا ہوا ہے مگر فوراً کہے گی فلاں کے گھر میں جو ڈیزائن دیکھا تھا وہ ہمارے گھر میں تو نہیں ہے۔ تو آج بدقسمتی سے دنیا کے معاملے میں ہم اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی حرص اور طمع بڑھ جاتا ہے اور دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے دینی معاملات میں سستی پیدا ہوتی ہے اور یہ بہت بڑی ابتلاء ہے۔

پلکوں کی نعمت:

دیکھیں یہ ہماری آنکھوں کے اوپر پلکیں ہیں۔ یہ جسم کا کتنا چھوٹا سا حصہ ہیں۔ ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اور آنکھوں کی پلکیں کسی وجہ سے کٹ گئیں، آنکھیں محفوظ رہیں مگر وہ آنکھ ہی کیا جس کے اوپر کوئی پردہ نہ رہے۔ جب کچھ وقت کے بعد اس پر گرد اور مٹی پڑ جاتی تو اسے دھندلا نظر آنے لگتا۔ اب ان کو دھونی پڑتی۔ چند دن تو گزرے لیکن بار بار آنکھ دھونے سے اب پانی نے بھی اثر کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ وہ کیفیت ہوئی کہ دو مہینوں کے بعد وہ اپنے چہرے پر پانی لگا ہی نہیں سکتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا جیسے زخم بن گیا ہو اور اس کے اوپر کوئی تیزاب ڈالا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر کے پاس جاتے تو وہ کہتے کہ بس اسے دھونا پڑے گا۔ ہوا کے اندر مٹی کے چھوٹے چھوٹے اتنے ذرات ہوتے ہیں کہ ہمیں نظر تو نہیں آتے مگر موجود ہوتے ہیں۔ آپ گھر کے فرنیچر کو دیکھیں اس پر مٹی کی ایک پتلی سی تہہ آپ کو نظر آئے گی، کوئی شیشہ ہو اس کے اوپر تہہ نظر آئے گی، وہ اصل میں ہوا کے اندر سے مٹی کے ذرات وہاں جا کر گرتے ہیں اور مٹی کی تہہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح مٹی کی تہہ ان کی آنکھ پر بھی بنتی اور ان کو آنکھ دھونی پڑتی۔ جب بار بار دھوتے تو پانی کے بار بار لگنے سے جسم کا وہ حصہ ایسے ہو گیا جیسے کوئی گلنے والا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذرا پانچ چھ گھنٹے اپنے

ہاتھ پانی میں ڈال کر دیکھ لیجئے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کیسے ہو جاتی ہیں، ان کے چہرے کی یہ حالت ہو گئی۔ بالآخر ڈاکٹر سے جا کر پوچھا، وہ کہنے لگا، ہمارے بس میں کچھ نہیں۔ پھر ایک ڈاکٹر نے انہیں سمجھایا کہ حقیقت میں انسان کی آنکھوں کا پردہ وائپر کی مانند ہوتا ہے۔ اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک آٹو میٹک سسٹم بنایا ہے جہاں سے پانی آتا ہے اور وقفے وقفے سے یہ پردہ وائپر کی طرح چلتا رہتا ہے اور آنکھ کے ڈھیلے کو صاف رکھتا ہے۔ اس وقت احساس ہوا کہ رب کریم! یہ پلک کا جھپکنا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر حقیقت میں یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان کے لئے اپنی آنکھ کو صاف رکھنا مشکل ہو گیا۔ تو جب اتنی چھوٹی سی چیز بھی اتنی بڑی نعمت ہے تو پھر بڑی چیزیں کتنی بڑی نعمتیں ہوں گی۔

بیکٹیریا سے حفاظت:

بیکٹیریا ایک چھوٹا سا جرثومہ ہوتا ہے۔ ہوا کے اندر اربوں کھربوں کی تعداد میں بیکٹیریا ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ لیکن کبھی کوئی بیکٹیریا ان میں سے ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ انسانی جسم کے اندر جا کر فعال بن جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جی انفیکشن سے بخار ہو گیا۔ اتنا بڑا چھ فٹ کا انسان چارپائی کے اوپر پڑا ہوتا ہے۔ ایک چھوٹے سے بیکٹیریا نے اس پر عمل کر کے اس کو بیمار کر دیا ہوتا ہے۔ اب وہ پروردگار جو اربوں کھربوں بیکٹیریا سے روزانہ ہمیں بچا دیتا ہے یہ اس پروردگار کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

وائرس سے حفاظت:

بیکٹریا کی بات تو کیا کرنی آج کل تو وائرس کی تحقیق ہو چکی ہے۔ یہ بیکٹریا سے

بھی زیادہ چھوٹا ہوتا ہے۔ بیکٹریا کو دیکھنے کے لئے آپ کو عام مائیکروسکوپ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن وائرس کو دیکھنے کے لئے مائیکروسکوپ کی بجائے الیکٹران مائیکروسکوپ کی ضرورت ہوتی ہے، تب جاکر وائرس نظر آتا ہے اور یہ وائرس ہے بھی ایسا عجیب تماشا کہ اگر اس کا عمل شروع ہو جائے تو آج کے انسان کے پاس اس کا علاج بھی نہیں ہے۔ کہتے ہیں جی کہ آپ کو وائرس کی وجہ سے فلو ہو گیا، اب چند دنوں میں خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ چھ فٹ کا اتنا بڑا انسان مگر وائرس نے اس کو چارپائی پہ لٹا دیا۔ اگر ایک آدمی کو اللہ رب العزت نے صحت دی ہوتی ہے تو سوچنا چاہئے کہ اللہ رب العزت نے کتنی نقصان دہ چیزوں سے اس کی حفاظت فرمائی ہوگی۔ تو ان چیزوں پر غور کرنے سے ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر پیدا ہوگا۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں گے۔

شکوے ہی شکوے:

آج اکثر جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ اقتصادی اور معاشی مسائل کی وجہ سے ہر مرد اور ہر عورت کی زبان سے شکوے سننے میں آتے ہیں۔ کسی کو اولاد کا شکوہ، کسی کو مال کا شکوہ، کسی کو کاروبار کا شکوہ، الا ماشاءاللہ۔ کوئی بندہ سینکڑوں میں نظر آتا ہوگا کہ جو کہے کہ اللہ نے مجھے جس حال میں رکھا ہوا ہے میں راضی ہوں۔ ہر ایک کہے گا کہ میں بڑا پریشان ہوں باقی ساری دنیا سکھی زندگی گزار رہی ہے۔ اگر وہ جس کو یہ سکھی سمجھتا ہے اُس کے غم لے کر اس کو دے دیئے جائیں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو جائے۔ تو اللہ رب العزت نے جس کو جس حال میں رکھا ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اس کا شکر ادا کریں۔

حالات کی زنجیریں:

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت جانتے ہیں کہ اگر اس کو میں نے ضرورت سے زیادہ رزق دے دیا تو یہ عجب میں مبتلا ہو جائے گا، یہ تکبر کے بول بولے گا اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، اس لئے رب کریم انہیں تنگدستی کے حال میں رکھتے ہیں کہ میرا یہ بندہ مجھے مشکل کے حال میں پکارتا رہے گا، اس کا ایمان سلامت رہے گا۔ کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ضرورت کے بقدر رزق ملتا رہے گا تو نمازیں بھی پڑھتے رہیں گے، کاروبار بھی چلتا رہے گا، تسبیحات بھی چلتی رہیں گی اور اگر ذرا کاروبار پہ زد پڑی یا ذرا کوئی اور واقعہ پیش آیا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں گے۔ رب کریم چونکہ مہربان ہیں اس لئے بندے کی ضرورت کے مطابق دیتے رہتے ہیں تاکہ یہ میرا بندہ میرے سامنے جھکتا رہے، یوں حالات کی زنجیروں میں جکڑ کر اللہ تعالیٰ اسے اپنے در پر جھکاتے ہیں۔

رزق کی تقسیم:

رب کریم نے رزق کو تقسیم کیا ہوا ہے۔ فرمایا نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ ہم نے انسانوں کے درمیان رزق تقسیم کیا ہے۔ اب کون ہے جو پروردگار کی تقسیم پر راضی ہو۔ تقدیر پر راضی رہنے والے لوگ تھوڑے نظر آتے ہیں۔ ہر بندے کو شکوہ ہے۔ ارے! اگر ایک باپ دو بیٹوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کر دے تو وہ توقع کرتا ہے کہ باپ ہونے کے ناطے یہ بچے میری تقسیم جیسے بھی ہے اس کو قبول کریں گے۔ کیا ہم اپنے خالق و مالک کی تقسیم کو قبول نہیں کر پاتے، کیا ہم اس کی تقسیم پر راضی نہیں ہو

پاتے، ہمیں چاہئے کہ پروردگار نے جس حال میں رکھا ہم اسی حال پر راضی ہو جائیں۔

احساس شکر پیدا کرنے کا طریقہ:

سچی بات تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں ہزاروں سے بہتر رکھا ہوا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ غور کرنے کی بات ہے۔ آپ تھوڑا سا اپنے حالات پہ غور کریں آپ کو کتنی چیزیں ایسی ملتی چلی جائیں گی، آپ کا دل گواہی دے گا کہ رب کریم نے کتنوں سے ہمیں اس حال میں بہتر رکھا ہوا ہے۔ یہ چیزیں انسان کے اندر پھر شکر کی کیفیت کو پیدا کر دیتی ہیں۔

نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول وضوابط:

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کر دیں گے۔ تو ہم جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کریں گے اتنا ہی رب کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی۔ اور آگے فرمایا وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔

لسانی اور جسمانی شکر:

اب شکر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں ایک تو انسان اپنی زبان سے الحمد للہ کہے، سبحان اللہ کہے، یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے اور ایک اپنے جسم سے پروردگار کے حکموں کی پابندی کرے، گویا یہ بھی اللہ رب العزت کا شکر ادا کر رہا ہے۔ لسانی شکر بھی ادا کرے اور اپنے جسم سے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بندہ ہے۔ اگر اس میں کمی کوتاہی ہوگئی تو پھر

اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے

دو طرح کی نعمتیں:

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نعمتیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک وجودی دوسری عدمی۔ اللہ رب العزت نے وجودی ہمیں عطا کیں جو آج ہمارے پاس موجود ہیں۔ اور عدمی نعمتیں وہ ہیں جو ہمیں آخرت میں ملیں گی۔

آنکھوں کی نعمت:

غور کیجئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں۔ اور تو اور آنکھوں کو ذرا دیکھئے یہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔ اگر اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو معلوم کرنا ہے تو اس اندھے سے جا کر پوچھئے جو ماں کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا، وہ اپنی ماں کو بھی پوری زندگی نہیں دیکھ سکتا، اپنے باپ کے چہرے کو بھی نہیں دیکھ سکتا، میرے دوستو! اس کے دل میں کتنی حسرت ہوگی کہ کاش! مجھے ایک لمحے کے لئے نگاہ مل جاتی تاکہ میں اپنی ماں کو دیکھتا، اپنے باپ کو دیکھتا، قرآن کو دیکھتا، میں اللہ رب العزت کے گھر کو دیکھتا، اور ان نعمتوں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا مگر اس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے۔ میرے دوستو! ہمارے لئے تو رات میں اندھیرا ہوتا ہے اس کے لئے تو دن میں بھی اندھیرا ہوا کرتا ہے۔ ذرا غور تو کیا کریں اس کی زندگی کیسی ہوتی ہوگی۔ ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے، کبھی ادھر گرا کبھی ادھر گرا۔ کسی نے چاہا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے گزار دیا نہیں تو ہاتھ پاؤں ادھر ادھر مارتا پھرتا ہے، کیا زندگی ہوئی۔ ہم پر اللہ رب العزت کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ رب کریم نے ہمیں صحیح سالم دیکھنے والی آنکھیں عطا

فرمائیں۔غور کرتے چلے جائیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہم پر کتنی بڑی رحمتیں ہیں۔

قوت گویائی کی قدر:

سوچئے کہ رب کریم نے ہمیں قوت گویائی عطا فرمائی۔اب اس کی قدر و قیمت کا اندازہ گونگے سے پوچھئے کہ جو اپنے دل کی کیفیات اور جذبات کو کسی کے سامنے بیان ہی نہیں کر سکتا۔ہمیں تو کسی سے محبت ہو تو معلوم نہیں کیسے کیسے الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ ہم اپنا مدعا اس کے سامنے بیان کر رہے ہوتے ہیں۔کبھی بچوں کے سامنے محبت کا اظہار،کبھی بیوی کے سامنے محبت کا اظہار،کبھی ماں باپ کے سامنے محبت کا اظہار، کبھی پیر استاد کے سامنے محبت کا اظہار ہم تو دل کے جذبات کو الفاظ کا روپ پہنا دیتے ہیں۔لیکن جو آدمی گونگا ہے وہ اپنے دل کے جذبات کو کسی کے سامنے کھول تو نہیں سکتا،وہ بھلے کسی سے محبت کرتا ہو اسے بتا نہیں سکتا،اس کو کسی کی ذات سے پیار ہو تو وہ اسے بتا نہیں سکتا،اپنے اندر جتنا درد محسوس کر رہا ہے،جتنا دکھ محسوس کر رہا ہے وہ اپنا رنج و غم دوسروں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔جیسے جانور خاموش ہوتا ہے اسی طرح یہ انسان بن کے بھی خاموش ہوتا ہے کیونکہ اللہ نے اسے گونگا پیدا کر دیا۔

قوت سماعت کی قدر:

جن کانوں سے ہم سنتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔کتنے وہ لوگ ہیں جو دیکھنے میں بڑے خوبصورت ہوتے ہیں مگر ان کو کانوں کی سماعت نصیب نہیں ہوتی۔وہ سنتے بھی نہیں اور بولتے بھی نہیں۔کئی بچے بچپن میں جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کے کانوں میں کوئی نقص ہوتا ہے کانوں کی سماعت ٹھیک کام نہیں کرتی۔جس کی وجہ سے ان کا بولنا بھی بند ہوتا ہے چونکہ انہوں نے کبھی کوئی الفاظ سنے نہیں ہوتے اس

لئے ان کے دماغ میں الفاظ کا ذخیرہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کو بولنے کا پتہ نہیں ہوتا۔ وہ اس لئے نہیں بول سکتے کہ ان کے سننے کا نظام خراب ہوتا ہے۔ اب بتایئے سننے کا نظام خراب ہے مگر بولنے کی نعمت ہونے کے باوجود بول نہیں سکتے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں جس کا سننا ٹھیک ہوگیا تو اس کا بولنا خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔ تو پروردگار نے ہمیں سننے کی توفیق نصیب فرمائی۔ سوچئے کہ جب اذان کی آواز آتی ہے تو اللہ اکبر کی صدا ہمارے کانوں میں سنائی دے رہی ہوتی ہے، کبھی کوئی قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے تو کانوں میں آواز آتی ہے، کوئی نعت پڑھتا ہے تو کانوں میں آواز آتی ہے۔ سبحان اللہ ہم کتنی پیاری پیاری آوازیں کانوں کے ساتھ سنتے ہیں۔ کبھی بیوی کی آواز، کبھی بچوں کی آوازی، کبھی ماں نے آواز دی، کبھی کسی نے پکارا، کبھی استاد سے بیٹھ کر درس لیا۔ یہ اللہ رب العزت کی ہم پر کتنی بڑی نعمت ہے۔

نظام انہضام کی نعمت:

سوچئے تو سہی یہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ سب کچھ آرام سے اندر چلے جانا اور ہضم ہو جانا اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں جن کا ہاضمہ ٹھیک کام نہیں کرتا، کچھ کھا پی نہیں سکتے۔

اس عاجز کے پاس ایک مرتبہ کسی شہر سے ایک خاتون نقش لینے کے لئے آئی۔ پردہ میں بیٹھ کر اپنا حال بیان کرنے لگی، کہنے لگی، پچھلے سات سال گزر گئے ہیں سوائے پانی یا سیون اپ وغیرہ کے میں نے کچھ بھی پیٹ میں نہیں ڈالا۔ گھر میں مختلف قسم کے کھانے میں خود پکاتی ہوں مگر میں اس کو دیکھ تو سکتی ہوں کھا نہیں سکتی۔ اتنا عجیب احساس ہوا۔ رب کریم! یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ وہ عورت روزانہ کھانے پکا رہی ہوتی ہے مگر اس کے نصیب میں نہ روٹی ہے نہ سالن ہے فقط سیون اپ کی بوتل پی لی یا

کبھی جوس لے لیا مزید وہ کوئی ٹھوس چیز کھانے کے قابل نہ تھی۔ اگر کوئی چیز کھا لیتی تھی تو ابکائی آتی تھی اور فوراً ساری چیزیں باہر نکل آتی تھیں، لہذا پریشان تھی۔ وہ کہنے لگی کوئی ایسی دعا کر دیں یا بتا دیں کہ میں پڑھائی کر لوں کہ میں پورے دن میں چپاتی تو کھا لیا کروں، اتنی حسرت سے وہ بات کر رہی تھی کہ میں پورے چوبیس گھنٹے میں ایک چپاتی تو کھا لیا کروں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ بندے! تو ذرا اپنے پر غور کر، تو ہر وقت کے کھانے میں کتنی چپاتیاں کھا جاتا ہے اور تجھے اپنے پروردگار کی اس نعمت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ تو جو کچھ ہم کھا لیتے ہیں اس کا ہضم ہونا اور اس کا آرام سے جسم سے خارج ہو جانا بھی اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم اس نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے اگر وہ چیز جسم کے اندر ہی رک جاتی اور باہر نہ نکلتی تو ہمیں ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا۔ کیسے مشکل وقت گزرتا، پیٹ پھٹنے کو آتا، نجاست جمع ہو جاتی اور اپنے وقت پر نہ نکلتی۔

سانس کی نعمت:

ہم چوبیس گھنٹوں میں کتنے ہزار مرتبہ سانس لیا کرتے ہیں، اس سانس کا آنا اور جانا اللہ رب العزت کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ کبھی دمہ کے مریض کو دیکھا کریں کہ جب سانس اکھڑتا ہے تو اس کی کیفیت ایسی ہوتی جیسے جان نکل رہی ہو، آدھا سانس باہر اور آدھا اندر ہوتا ہے۔ حالت دگرگوں ہو جاتی ہے، چہرے کا رنگ بدل جاتا ہے اور موت وحیات کی عجیب کشمکش میں ہوتا ہے۔ تو ہم اگر غور کرتے چلے جائیں تو رب کریم کی کتنی ہی نعمتیں ہمارے اوپر کھلتی چلی جائیں گے۔ رب کریم نے ہم پر بڑا کرم کیا ہمیں ایسا جسم عطا کیا کہ جو صحت مند جسم ہے جس کی وجہ سے ہم اپنی زندگی کتنے آرام سے گزار رہے ہوتے ہیں۔

مکان کی نعمت:

یہ تو وجودی نعمتیں تھیں اب ذرا باہر کی نعمتوں پر غور کریں۔ میرے دوستو! رب کریم نے ہمیں مکان عطا کیا، یہ ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ ذرا ان لوگوں سے پوچھئے جو سڑکوں کے فٹ پاتھ پر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے بھی تو دل کی تمنائیں ہوا کرتی ہیں ان کے دل کے اندر بھی کچھ حسرتیں ہوتی ہیں۔ ان کا بھی جی چاہتا ہوگا کہ کاش! کوئی ہمارے لئے بھی سر چھپانے کی جگہ ہوتی، وہ تو خیمے لگا کر زندگی گزار رہے ہوتے ہیں۔ ذرا سی ہوا چلتی ہے تو ان کے خیمے گرنے لگتے ہیں اور جب بارش ہوتی ہے تو ان کے نیچے جل تھل ہو جاتا ہے۔ دسمبر اور جنوری کی سخت سردیاں وہ انہی خیموں میں گزارتے ہیں جب کہ رب کریم ہمیں عزتوں کے ساتھ گھر میں رہنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا احسان ہے کہ ہمیں اس نے گھروں کے اندر رہنے کی توفیق نصیب فرمائی، ہمارے اوپر نیلی چھت کے ساتھ ایک گھر کی چھت بھی عطا فرمادی۔

میٹھی میٹھی تنبیہ:

(دوران بیان جب لوگ اٹھنے لگے تو حضرت جی دامت برکاتہم نے ارشاد فرمایا) آپ حضرات اطمینان سے بیٹھئے، یہ عاجز اپنا مضمون اس وقت اٹھائے گا جب صرف طلب والے باقی رہ جائیں گے۔ جو مصروف لوگ ہیں وہ جا رہے ہیں اور جو باقی ہیں وہ بھی چلے جائیں اور پیچھے دیوانے رہ جائیں، پیچھے مجنوں رہ جائیں، پیچھے کوئی طلب والے رہ جائیں۔ جو کچھ دامن پھیلا کر بیٹھیں گے تو رب کریم پھر ان کی ضرورت کے مطابق کچھ باتیں کہلوا بھی دے گا۔ اس لئے اس عاجز کا آج شروع

سے ارادہ یہی تھا کہ آرام واطمینان سے بات کریں گے، ذرا چند منٹ دیکھیں گے کہ طلب والے باقی رہیں۔ یاد رکھیں کہ سُر والی تقریریں اور راگ والی تقریریں انسان کو سلاتی ہیں اور یہ جو ہم روکھی سوکھی باتیں کرر ہے ہیں یہ انسان کو جگاتی ہیں۔ یہ جب احساس پیدا کر دیتی ہیں تو بندہ جاگتا ہے۔ لہذا ہمیں اس سے کوئی فکر نہیں کہ کوئی اٹھ کے جارہا ہے یا نہیں جارہا۔ ان کو یقیناً کوئی تقاضا ہوگا اس لئے انہیں جانے کی اجازت ہے اور جو کوئی سننے کے لئے بیٹھے ہیں رب کریم ان کی طلب کے مطابق ان کو عطا فرمادیں گے۔ یہ بھی ذہن میں رکھئے کہ یہ عاجز کوئی خطیب واعظ تو ہے نہیں جو کوئی خطبہ دے اور وعظ کرے۔ چند سادہ سی باتیں ہیں جو اپنے مشائخ سے سیکھی ہوئی ہیں وہی سبق آپ حضرات کے سامنے دہراتا ہوں۔ جو لوگ طلب صادق لے کر بیٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دامن کو مراد سے بھر دیا کرتے ہیں۔ تو میرے دوستو! ذرا اپنی باہر کی نعمتوں پر غور کیجئے کہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں اور مکان تو بڑا نہ سہی کچا سہی مگر پروردگار کی یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہم سارا دن کسی کام کے لئے نکلیں بالآخر لوٹ کر گھر آتے ہیں۔ کتنی تسلی ہوتی ہے۔

ہاتھ پھیلانے سے نجات:

ذرا غور کیجئے اگر آپ باہر چلتے ہوئے دیکھیں کہ کوئی فقیر مانگ رہا ہے، مرد ہو یا عورت آخر وہ بھی تو ایک انسان ہے مگر رب کریم نے اسے ایسے حال میں رکھ دیا کہ اسے دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پڑ گئی۔ ان کے پھٹے ہوئے کپڑے ہوتے ہیں جوان العمر بچیاں ہوتی ہیں جن کے سر پر دوپٹہ بھی پورا نہیں ہوتا، وہ غیر مردوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتی پھرتی ہیں۔ وہ بھی کسی کی بہن ہوگی، کسی کی بیٹی ہوگی، کسی کی ماں ہوگی، میرے دوستو! ہماری بہو بیٹیاں اپنے گھروں میں عزتوں کی روٹی کھالیتی ہیں۔

جب کہ یہ عورتیں تو مانگ کر کھاتی ہیں، کبھی کوئی ٹکڑا ملا کبھی کوئی ٹکڑا ملا، ہمارے گھر کی عورتیں اپنی پسند کے کھانے دستر خوان پر لگا کر کھا لیتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ ہماری عزتوں کو غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانا نہیں پڑتا، ان کو کسی غیر کی محتاج نہیں کرنا پڑتی ان کو کسی غیر کا احسان نہیں لینا پڑتا۔ رب کریم نے ہمیں کاروبار عطا کر دیا جس کی وجہ سے گھر کے اندر روزانہ کھانا بن جاتا ہے۔

اولاد کی نعمت:

اس سے ایک قدم اور آگے بڑھایئے کہ رب کریم نے اولاد کی نعمت عطا فرمائی۔ اس کی قدر و قیمت ذرا ان سے پوچھئے جو بے اولاد ہوتے ہیں۔ اس عورت سے پوچھئے جس کی شادی کو کئی سال گزر گئے اور اس کو اولاد کی نعمت نہیں ملی، اس کے دل میں کتنی تمنا ہوتی ہو گی کہ اللہ رب العزت مجھے بھی اولاد عطا کرتا، میں بھی صاحب اولاد ہو جاتی، میرے گھر میں بھی کوئی کھیلنے والا بچہ ہوتا، میرا گھر بھی آباد ہوتا، میرا گھر بھی مجھے باغ کی طرح لگتا، مگر اس کے دل کی تمنا پوری نہیں ہوتی۔ کتنی عورتوں کو دیکھا جنہیں خاوند کا پیار بھی نصیب ہے، گھر میں مال و دولت بھی نصیب ہے، بڑی کوٹھی بھی ہے، مگر ان کے پاس اولاد نہیں۔ کہتی ہیں جی ہمیں یہ گھر کھانے کو آتا ہے۔ اتنا بڑا گھر کس کام کا جب اس میں کھیلنے کے لئے اللہ نے کوئی بیٹا ہی نہیں دیا، اس ماں کے دل میں کتنی حسرت ہوتی ہے ذرا پوچھئے تو سہی۔ اس ماں کی حسرت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ یہ اگر رات کو تہجد کے لئے اٹھتی ہے تو یہ اللہ کے سامنے سر بسجود ہو کر اولاد مانگتی ہے، جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتی ہے تو اس کی سب سے پہلی دعا اولاد کے متعلق ہوتی ہے۔ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں اور یہ تہجد کی نماز پڑھ کر اللہ سے ایک نعمت مانگتی ہے جو اسے حاصل نہیں، کبھی قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے تو تلاوت کرنے

کے بعد یہ اللہ رب العزت سے دعا مانگتی ہے، رب کریم! مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما، کبھی کسی اچھی محفل یا مجلس کا پتہ چلا، یہ وہاں پہنچتی ہے اور دعا مانگتی ہے کہ اے اللہ! یہ تیرے نیک لوگوں کی محفل ہے، اپنے نیک بندوں کی برکت سے مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما۔ یہ عورت حج پر گئی اس نے غلاف کعبہ کو پکڑ کے یہ دعا مانگی رب کریم! مجھے اولاد کی نعمت عطا فرما، اس نے مقام ابراہیم پر نفل پڑھے اس نے دعا مانگی رب کریم! اولاد کی نعمت عطا فرما۔ جہاں اسے قبولیت کے آثار نظر آتے ہیں وہ اپنے وہی دکھ اللہ کے سامنے روتی ہے، ہر وقت وہ فریادیں کرتی ہیں۔ اس کو کوئی پڑھنے کو تسبیح بتائے، اسے کوئی راتوں کو جاگ کر وظیفہ کرنا بتائے، یہ راتوں کو جاگ کر وظیفہ کرنے کے لئے تیار، بے چاری وضو کر کے گھنٹوں مصلے پر بیٹھی پڑھتی رہے گی۔ اسے گھر میں کوئی دلچسپی نظر نہیں آتی۔ اتنا بڑا گھر اسے ویران لگتا ہے، اس کے دل کی حسرت کا اندازہ لگایئے اس کے پاس مال بھی ہے، حسن و جمال بھی ہے، خاوند کا پیار بھی ہے، دنیا کی عزت بھی ہے، مگر یہ سب چیزیں اس کو معمولی نظر آتی ہیں کیونکہ اللہ نے اسے اولاد کی نعمت عطا نہیں کی ہوتی۔ اگر یہ مال دے کر اولاد خرید سکتی تو بھلا یہ اپنا سب کچھ لٹا نہ دیتی، اگر محنت کر کے اولاد کہیں سے لا سکتی تو یہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی جانے سے پیچھے نہ ہٹتی۔ مگر یہ نعمت وہ ہے کہ رب کریم جسے چاہتے ہیں عطا فرما دیتے ہیں اور جب وہ نہیں عطا کرتا تو دنیا کے ڈاکٹروں کی ڈاکٹری دھری کی دھری رہ جاتی ہے، سب حکیموں کی حکمت دھری کی دھری رہ جاتی ہے۔ کہتے ہیں میاں بیوی میں کوئی نقص بھی نہیں مگر میرے مولا کی مرضی نہیں، سالوں گزر جاتے ہیں مگر سالوں کے بعد بھی اولاد نہیں ہوتی حتی کہ جوانی گزرنے کے قریب ہو جاتی ہے مگر دلوں کی حسرتیں دل میں رہ جاتی ہیں، پھر بھی دعائیں مانگ رہی ہوتی ہیں۔ ارے! میرے اور آپ کی ثوبات کیا کرنی یہ وہ

نعمت ہے جس کے لئے انبیائے کرامؑ نے بھی دعائیں مانگیں۔ قرآن گواہی دیتا ہے اللہ کے نبیؑ ہیں اور اس کے مقبول بندے ہیں، مگر اللہ نے ان کو اولاد عطا نہیں کی۔ ان کے دل میں بھی اللہ نے یہ محبت ڈال دی۔ حضرت زکریا علیہ السلام کا واقعہ ہے بال سفید ہو گئے، ہڈیاں بوسیدہ ہو چکیں اور کھال لٹک چکی، مگر اللہ نے اولاد کے بارے میں دل میں ایک تمنا پیدا کر دی تھی لہذا اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعائیں مانگتے ہیں۔ وقت کے نبیؑ ہیں ان کی کیسی مقبول دعائیں ہوتی ہوں گی مگر عمر گزر گئی دعائیں مانگتے ہوئے۔ جوانی بڑھاپے میں بدل گئی آخر دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں رَبِّ اِنِّی وَ ھَنَ الْعَظْمُ منی پروردگار اب تو میری ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو گئیں وَ اشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَیْبًا پروردگار میرے کالے بال سفید ہو گئے، اے میرے مولا! تو میری اس دعا کو قبول فرما وَ لَمْ اَکُنْ بِدُعَآئِکَ رَبِّ شَقِیًّا اللہ میں نے ساری زندگی تیرا دروازہ کھٹکھٹایا، پروردگار! مایوس اب بھی نہیں ہوں، اس بڑھاپے میں بھی دل میں یہ امید ضرور ہے۔ رب کریم! تیرا در کبھی نہ کبھی کھلے گا اور تو مجھے نعمت عطا فرمائے گا، اتنی دعائیں مانگتے ہیں۔ رب کریم نے دعا کو قبول فرما لیا اور اس بڑھاپے میں اولاد کی نعمت عطا فرما دی۔ چنانچہ وہ نعمت جس کے لئے وقت کے انبیاء بھی دعائیں کرتے رہے تب اللہ کریم نے انہیں یہ نعمت عطا فرمائی۔ میرے دوستو! ہم میں سے کتنے نوجوان ہیں جن کی شادی ہوتی ہے اور دو چار سال کے اندر اللہ ان کو بیٹے بھی عطا کر دیتے ہیں، بیٹیاں بھی عطا کر دیتے ہیں، ایک سے زیادہ اولاد ہوتی ہے، یہ رب کریم کی ہم پر کتنی رحمت ہے، گھروں کے اندر یہ بچے کھیلتے نظر آتے ہیں۔ یہ کتنا پیار ہم سے کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی بیٹی پیار کرتی ہے، کبھی بیٹا پیار کرتا ہے، کوئی ہمیں ابو کہہ رہا ہوتا ہے، کبھی کوئی ضد کرتا ہے، کبھی کوئی پاس آ کے کھانا کھا رہا ہوتا ہے، میرے دوستو! یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی

نعمت ہے جو رب کریم نے ہمیں عطا فرمادی ہے۔ ہم تو دنیا کا سارا مال خرچ کر دیتے تو بھی یہ نعمت نہیں مل سکتی تھی ہمیں اللہ تعالیٰ کا کتنا شکرادا کرنا چاہئے۔

بیوی جیسی نعمت:

اسی طرح ضروری ہے کہ جب کبھی بیوی پر نظر پڑے اللہ کا شکرادا کرو کہ اللہ رب العزت نے ایک ایسی عورت سے شادی کروادی کہ جو ایمان والی عورت ہے، ایسی عورت کے ساتھ شادی کروادی جو خاوند کے ساتھ اپنا وقت گزارتی ہے غیر کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتی، جس کے چہرے پر اللہ نے شرم وحیا دیا، جس کو اللہ نے نمازوں کی توفیق عطا فرمائی، جو انسان کے لئے عزت و پاکدامنی کا ذریعہ بن جاتی ہے، گناہوں سے بچنے کا سبب بن جاتی ہے، جو اولاد کی تربیت کا ذریعہ بن جاتی ہے، جو انسان کے پیچھے اس کے گھر بار کی خیر خبر کرنے والی ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ گھر کو دیکھیں تو شکرادا کریں اولاد کو دیکھیں تو شکرادا کریں، اپنی صحت کو دیکھیں تو شکرادا کریں، اپنی اچھی شکل کو دیکھیں تو شکرادا کریں، اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتنی مہربانی فرمائی۔

ہماری حالت:

حالت تو ہماری ایسی ہے کہ طرح طرح کے کھانے تو کھا لیتے ہیں لیکن بسم اللہ پڑھنا ہمیں یاد نہیں ہوتی، ہم کھانا کھا کے اٹھ جاتے ہیں لیکن کبھی اختتامی دعا پڑھنا یاد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ لذیذ مشروب پینے کو عطا فرمادیتے ہیں ہم ان کو پیتے ہوئے بسم اللہ نہیں پڑھ پاتے۔ سوچئے تو سہی یہ گندم کی روٹی جو ہمارے سامنے آئی، یہ تو گندم کا

ایک دانہ تھا۔ کسی کسان نے اسے کھیت میں ڈالا۔ کسی نے زمین کو تیار کیا، پھر زمین سے اس کو نمی ملی، پھر اوپر سے سورج نے اسے حرارت پہنچائی، پھر چاند نے اس کو روشنی دی اور کبھی ہوا نے اس کی نشو ونما میں اضافہ کیا، اتنی چیزیں اس پر عمل درآمد کرتی رہیں بالآخر یہ فصل بنی۔ کسی نے اسے کاٹا ہوگا، کسی نے اسے صاف کیا ہوگا، کسی نے اسے پیسا ہوگا، کسی نے گوندھا ہوگا، ارے کسی نے پکایا ہوگا، اتنے مراحل سے نکل کر جب وہ روٹی ہمارے سامنے آتی ہے تو ہم کھاتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا بھول جاتے ہیں کاش! ہمیں اللہ رب العزت کی اس نعمت کا اتنا خیال ہوتا کہ ہم کھاتے ہوئے بسم اللہ ہی پڑھ لیتے، ہم کھاتے ہوئے اپنے پروردگار کا شکر ہی ادا کر لیتے کہ رب کریم! تیری کتنی نعمتیں ہیں جن کو کھا کر ہم دنیا میں زندگی گزارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار:

رب کریم فرماتے ہیں **وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا** اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتے۔ یہ بالکل سچی بات ہے۔ اگر کوئی آپ سے پوچھے کہ بتاؤ! تم بارش کے پانی کے قطروں کو گن سکتے ہو، تو آپ گن نہیں سکتے، کوئی آپ سے پوچھے کہ آسمان کے ستاروں کو گن سکتے ہو تو آپ گن نہیں سکتے، کوئی آپ سے کہے ساری دنیا کے ریت کے ذرات کو گن سکتے ہو آپ نہیں گن سکتے، کوئی آپ سے کہے ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کو گن سکتے ہو آپ نہیں گن سکتے، لیکن میرے دوستو! یہ عاجز پھر بھی عرض کرتا ہے بارش کے پانی کے قطروں کا گننا ممکن ہے، آسمان کے ستاروں کا گننا ممکن ہے، ساری دنیا کے درختوں کے پتوں کا گننا ممکن ہے، ساری دنیا کی ریت کے ذرات کا گننا ممکن ہے لیکن مولا کریم کے ہم پر کتنے احسانات ہیں ان احسانات کا گننا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے

۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو تم اللہ کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتے، میرے پروردگار! جب تیری اتنی نعمتیں ہمارے اوپر ہیں تو ہم تیری کس کس نعمت کا شکر ادا کریں۔

نعمتوں کی ناقدری کا وبال:

قرآن پاک کی ایک آیت ہے اس کو ذرا غور سے سنئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا اور اللہ مثال بیان کرتا فرماتا ہے قَرْيَةً ایک بستی والوں کی كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً جس میں امن بھی تھا اور اطمینان بھی تھا۔ دو لفظ استعمال کئے کہ اس بستی والوں کو امن بھی نصیب تھا اور اطمینان بھی تھا۔ امن کا کیا مطلب؟ کہ ان کو باہر کے دشمن کا کوئی ڈر نہیں تھا۔ اطمینان کا کیا مطلب؟ کہ کوئی اندر کا غم بھی نہیں تھا، اطمینان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی زندگی دی تھی کہ ان کے اوپر نہ کوئی غم تھا اور نہ کوئی خوف۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں يَاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ ان کو چاروں طرف سے رزق کی بہتات نصیب تھی۔ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ پھر کیا ہوا؟ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیا بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ کیونکہ وہ کام ہی ایسے کیا کرتے تھے۔

بھوک ننگ اور خوف کا لباس:

اگر غور کریں تو ہم میں سے کتنے ایسے ہوں گے جن کو پہلے سب کچھ نصیب تھا بالآخر اللہ نے بھوک ننگ کا لباس پہنا دیا۔ خود آ کے کہتے ہیں، حضرت! پتہ نہیں کیا ہو گیا پہلے تو یہ حال تھا کہ مٹی کو ہاتھ لگاتے تھے تو وہ سونا بن جاتی تھی اور اب سونے کو

ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ بھی مٹی ہو جاتا ہے۔ خود کہتے ہیں کہ حضرت! پتہ نہیں ایک خوف سا رہتا ہے، کبھی ہم بیمار، کبھی بیٹی بیمار، کبھی بیٹا بیمار، کبھی خاوند بیمار، کبھی بیوی بیمار، کسی نہ کسی کی بوتل ڈاکٹر کی طرف جاتی ہی رہتی ہے۔ ہر وقت خوف سا رہتا ہے کہ کہیں کچھ ہو نہ جائے۔ یہ باتیں آپ کیوں سن رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی۔ آج اللہ تعالیٰ نے اس کو **خوف اور افلاس** کا لباس پہنا دیا۔ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی آج اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ اور وہ روتا پھرتا ہے کہ دل خوف سے بھر گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناقدری کی جائے تو اللہ تعالیٰ بھوک ننگ اور خوف کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پسند:

رب کریم چاہتے ہیں کہ میرے بندوں پر میری نعمتوں کے اثرات ظاہر ہوں۔ **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یُّرٰی اَثَرِ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ** بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھے۔ تو اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ جن بندوں کو میں نے نعمتیں دیں وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں۔ مگر یہ بھی چاہتے ہیں کہ جو میرا کھائے وہ میرے گیت بھی گائے۔ اس لئے کہ ہر دینے والا اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جب کسی کو دیا جائے تو وہ بندہ احسان تو تسلیم کرے کہ ہاں میرے اوپر احسان کیا گیا ہے۔ رب کریم تو بڑی عظمتوں والے ہیں۔ انہوں نے ہمیں اتنا دیا اور بن مانگے دیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ ہم رب کریم کا احسان مانیں اور اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں۔

ہمارے شکووں کی اصل وجہ:

آج ہم اکثر و بیشتر شکوے کرتے پھرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعا تو سنتا ہی

نہیں، دعائیں قبول نہیں ہوتی، ہم تو دعائیں مانگ مانگ کر تھک گئے ہیں، او جی کیا کریں کہ ہم نے تو بڑا کچھ پڑھا بھی ہے۔ یہ سارے شکوے کس لئے ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عبادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر کوئی احسان چڑھا دیا ہے۔ ہمارے شکووں کی اصل وجہ یہی ہے۔

احسانات خداوندی:

میرے دوستو! یاد رکھنا،

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت ازو شناس کہ در خدمت گزاشتت

(اے خادم! تو بادشاہ پر احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے ارے! بادشاہ کی خدمت کرنے والے تو لاکھوں ہیں لیکن یہ بادشاہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے خدمت کے لئے قبول کر لیا ہے۔)

کیا احسان جتلاتے پھرتے ہیں کہ ہم عبادتیں کرتے ہیں۔ کیا عبادتیں کرنے والوں کی کوئی کمی ہے؟ نہیں یہ تو پروردگار کا ہم پر احسان ہے کہ اس نے آنے کی توفیق عطا فرمادی، اس نے اپنے گھر میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمادی۔ تو ہم اللہ رب العزت کا احسان مانیں کہ پروردگار! یہ تیرا کرم ہے۔

شکر ہے تیرا خدایا میں تو اس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا میں تو اس قابل نہ تھا
میں کہ تھا بے راہ تو نے دستگیری آپ کی
گرد کعبے کے پھرایا میں تو اس قابل نہ تھا
مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا

جام زمزم کا پلایا میں تو اس قابل نہ تھا
ڈال دی ٹھنڈک مرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا میں تو اس قابل نہ تھا
تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضریٰ کا سایہ میں تو اس قابل نہ تھا
بارگاہ سید الکونین میں آکر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا میں تو اس قابل نہ تھا

شکر کی کمی کا وبال:

میرے دوستو! ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زبان سے اپنے جسم سے اور اپنی عبادات سے اپنے پروردگار کا جتنا شکر ادا کریں اتنا تھوڑا ہے۔ آج یہ عمل امت میں گھٹتا چلا جا رہا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں واپس لیتے چلے جا رہے ہیں۔

قوم سبا پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں:

اللہ تعالیٰ نے ایک قوم سے کہا لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ تمہارے لئے قوم سبا کے اندر نشانیاں ہیں۔ یہ وہ قوم تھی جس کے پاس اتنے باغات تھے کہ جس راستے پہ چلتے تھے جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ان کے دائیں طرف بھی باغ ہوتا تھا، بائیں طرف بھی باغ ہوتا تھا اور پھر پروردگار کا ان پر کیا حکم تھا فرمایا، كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ تم اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ واشکروا لہ اور اس کا شکر ادا کرو۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ یہ کتنا پاکیزہ شہر ہے۔ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ اور ان کا پروردگار ان کے گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو چاہتے ہیں کہ میرا دیا ہوا کھاؤ اور میرا شکر ادا کرو تا کہ میں تمہیں ظاہر

میں بھی عزتیں دوں گا اور تمہارے گناہوں کو بھی دھو کر رکھ دوں گا اور تمہیں روز محشر کی عزتیں بھی نصیب ہو جائیں۔ لیکن ہم پوری طرح شکر ادا نہیں کرتے۔

شکر کرنے کے طریقے:

ہماری حالت یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے پوچھے کہ سناؤ جی کام کیسا ہے؟ ہم جواب دیتے ہیں کہ بس جی گزارہ ہے۔ حالانکہ یہ وہ آدمی بات کر رہا ہوتا ہے جس کی کئی دکانیں ہیں، کئی مکانات ہیں، جو اگر خود کھا پی لیتا ہے مگر اس کے پاس لاکھوں کی تعداد میں وافر مال پڑا ہوتا ہے، لاکھوں کی جائیداد کا مالک ہے۔ او خدا کے بندے! تیری زبان کیوں چھوٹی ہوگئی، تیری زبان سے کیوں تیرے رب کی تعریفیں ادا نہیں ہوتیں، اگر کوئی وزیر تیرے بچے کی نوکری لگوا دے تو جگہ جگہ اس کی تعریفیں کرتا پھرتا ہے کہ فلاں نے میرے بیٹے کی نوکری لگوادی۔ ارے! اس بندے نے تجھ پر چھوٹا سا احسان کیا تو اتنا احسان مند ہوتا ہے، تیرے پروردگار کے تجھ پر کتنے احسانات ہیں تو اس کے احسانات کی تعریف نہیں کرتا۔ پوچھا بھی جاتا ہے سناؤ، کاروبار کیسا؟ او جی بس گزارہ ہے، تجھے چاہئے تو یہ تھا کہ یوں کہتا کہ میرے مولا کا کرم ہے، میری اوقات اتنی نہیں تھی جتنا رب کریم نے مجھے عطا کر دیا، میں تو اس قابل نہ تھا، میں پروردگار کا کن الفاظ سے شکر ادا کروں۔ میرے دوستو! ہم اپنے رب کے گن گایا کریں، کہا کریں کہ پروردگار نے مجھ پر اتنا کرم کیا کہ یقیناً میں اس قابل نہ تھا، میں تو ساری زندگی سجدے میں پڑا رہوں تو بھی اس مالک کا شکر ادا نہیں کرسکتا، میں تو ساری زندگی اگر اس کی عبادت میں گزار دوں تو پھر بھی حق ادا نہیں کرسکتا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اس قسم کا جواب دیں جس سے پروردگار کی عظمتیں ظاہر ہوں، اس کی تعریفیں ہوں کہ پروردگار نے ہم پر کتنے احسانات

کئے، ہمیں اس کے شکر ادا کرنے کا سبق پھر سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔ آپ غور کریں گے تو آپ کو اپنے گرد کتنی ہی نعمتیں ایسی نظر آئیں گی کہ آپ خود ہی کہیں گے کہ رب کریم کے مجھ پر کتنے احسانات ہیں، میں تو اس کا شکر بھی ادا نہیں کرسکتا۔

عیبوں کی پردہ پوشی:

ارے! اور تو اور، رب کریم نے ہم پر اتنی نعمتیں کیں کہ آج ہم دنیا کے اندر عزت بھری زندگی گزار رہے ہیں۔ رب کریم نے ہمیں چھپائے رکھا ہے۔ یہ پروردگار کا کتنا بڑا کرم ہے۔ جو ہم عزتوں کی زندگی گزارتے پھرتے ہیں یہ مولا کی صفت ستاری کا صدقہ ہے۔ اگر پروردگار اپنی ستاری کی چادر ہم پر نہ پھیلاتا، وہ اگر اپنے پردۂ رحمت کی چادر ہمارے اوپر نہ ڈال دیتا تو ہمارے عیب لوگوں کے اوپر کھل جاتے اور ہمارے اندر کے جذبات کو اگر مجسم کر کے لوگوں کے سامنے پیش کر دیا جاتا تو ہم ندامت سے چہرہ دکھا نہ سکتے اور سوچئے کہ ہمارے اندر کی کیفیتیں کیا ہیں اور اوپر سے لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ یہ جو عزتوں کی زندگی گزارتے پھرتے ہیں یہ بھی تو مولا کا کرم ہے کہ پروردگار نے ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دیا اور ہماری اچھی باتوں کو لوگوں کے سامنے پھیلا دیا، آج لوگ تعریفیں کر رہے ہوتے ہیں۔

مولا کی تعریف:

جس نے ہماری تعریف کی اس نے درحقیقت پروردگار کی ستاری کی تعریف کی۔ سچی بات بھی یہی ہے کہ اگر مخلوق مخلوق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے، اگر مخلوق خالق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے، اگر

خالق مخلوق کی تعریف کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے اور اگر خالق اپنی تعریف آپ کرے تو یہ بھی مولا کی تعریف ہے۔ ساری تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں۔ سب تعریفوں کی شان اسی کو زیبا ہے۔ اللہ رب العزت کو یہی بات جچتی ہے۔ سب تعریفیں اسی کی طرف لوٹتی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان نعمتوں کو غور سے دیکھیں اور پروردگار کا شکر ادا کیا کریں۔

بھکاری کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا طریقہ:

اگر کوئی سائل آ کر سوال کرے تو تم اس کی صحت کو نہ دیکھا کرو، اس کو جھڑک نہ دیا کرو بلکہ کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا کرو۔ اگر معذور دیکھو تو زیادہ دے دیا کرو مگر خالی نہ بھیجا کرو، پروردگار کا حکم بھی تو یہی ہے وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡهَرۡ اور تم سوال کرنے والے کو انکار نہ کرو، اس کے حالات کیسے ہیں؟ یہ تو وہی جانتا ہے جو سوال کی ذلت کو برداشت کر چکا ہے۔ آپ تو اس لئے اس کو دے دیں کیونکہ پروردگار نے تمہیں دینے والا بنایا ہے مانگنے والا نہیں بنایا۔ اگر وہ چاہتا تو تمہیں اس کی جگہ پہ کھڑا کر دیتا اور اسے تمہاری جگہ پہ لے آتا مگر پروردگار نے تمہیں آج دینے والا بنایا اس لئے جب کوئی مانگنے آیا کرے تو کانپا کریں اور رب کا شکر ادا کیا کریں کہ رب کریم! تیرا کتنا کرم ہے، میرے ہاتھ بھی دوسروں کے سامنے پھیل سکتے تھے، میری بیٹی کے ہاتھ بھی پھیل سکتے تھے، میری بیوی کے ہاتھ بھی پھیل سکتے تھے، تیرا کتنا کرم کہ تو نے ہمیں عزت کی حالت میں رکھا، ہمیں لینے کی بجائے دینے والا بنا دیا۔

الحمدللہ کہنے کی عادت:

آپ اکثر دیکھیں گے کہ ہم اپنی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے الحمدللہ کا لفظ اکثر نہیں بولتے۔ کوئی آ کے پوچھتا ہے، سناؤ جی! کیا حال ہے؟ ہم نے کبھی نہیں کہا،

الحمدللہ، میری صحت ٹھیک ہے، الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے مجھے خوبصورت گھر دیا، الحمدللہ، اللہ نے بیٹا دیا، الحمدللہ، میں نے کھانا کھایا، ہماری گفتگو میں الحمدللہ کا لفظ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ ارے! پروردگار کو خود فرمانا پڑا وَ قَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرِ میرے بندوں میں سے تھوڑے شکر گزار بندے ہیں۔ سوچئے تو سہی کہ اس پروردگار کو یہ کہنا پڑا جس پروردگار کی نعمتیں تمام انسانوں پر ہیں، جو اپنوں کو بھی دیتا ہے اور پرایوں کو بھی دیتا ہے، وہ جو ایمان والوں کو بھی دیتا ہے اور کافروں کو بھی دیتا ہے۔

؎ اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

لمحہ فکریہ:

ایک کتا جس کو مالک خشک ٹکڑا ڈالتا ہے وہ اپنے مالک کا اتنا وفادار بنتا ہے کہ مالک کے گھر کا ساری رات جاگ کر پہرہ دیتا ہے۔ مالک کھانا کھا رہا ہوتا ہے تو یہ جوتوں میں بیٹھ کر مالک کو دیکھ رہا ہوتا ہے، مالک ہڈی پھینک دے تو خوشی سے کھا لیتا ہے، اگر کچھ نہ پھینکے تو صبر کے ساتھ وہیں وقت گزارتا ہے، اس کی زبان پر شکوے کے کلمات نہیں آتے۔ او بندے! تیرے پروردگار نے تجھے صبح، دوپہر، شام کھانے کو عطا کیا، تو من مرضی کی غذائیں کھاتا ہے، پھر کوئی چھوٹی موٹی ناگوار بات پیش آجاتی ہے تو فوراً شکوے کرتا ہے کہ او جی ہم نے تو بڑی دعائیں مانگی ہیں سنتا نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے اندر تکبر اتنا بھر چکا ہے کہ ہم جب کہہ رہے ہوتے کہ اللہ ہماری سنتا نہیں تو دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ رہے ہوتے ہیں اے اللہ! ہم نے (Planing) تو کر لی، پروگرام تو بنالیا اب اے اللہ! اس پر عمل درآمد آپ

جلدی جلدی کر لیجئے۔ ارے وہ پروردگار ہے، اس پروردگار کو ہم نے معاذ اللہ ملازم کی طرح سمجھا ہوا ہے کہ اب وہ اس پر عمل درآمد کر دے گا۔ اس پروردگار کی شان ہے کہ وہ چاہے تو بندوں کی دعاؤں کو قبول کر لے اور اگر وہ نہ چاہے تو اپنے انبیاء کی دعاؤں کو بھی رد کر دے، اسے کوئی روکنے والا نہیں، اگر وہ چاہے تو فاسق و فاجر کی دعاؤں کو قبول کر لے، وہ بے نیاز ذات ہے۔

میرے دوستو! اس کی شان بے نیازی کا اظہار ہوتا ہے تو بلعم باعور کی 500 سال کی عبادت کے باوجود اس کو پھٹکار کے رکھ دیتے ہیں اور جب اس کی رحمت کی ہوا چلتی ہے تو فضیل بن عیاض جو ڈاکوؤں کے سردار تھے، رب کریم اس کو وہاں سے اٹھا کر ولیوں کا سردار بنا کے رکھ دیتے ہیں، پروردگار بے نیاز ذات ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی اس کی بے نیازی کا مظاہرہ ہو، پھر تو ہم تگنی کا ناچ ناچتے پھریں گے۔ یاد رکھنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو پگڑیاں اچھل جاتی ہیں، دوپٹے اتر جاتے ہیں، پھر انسان گھر بیٹھے بٹھائے ذلیل ہو جاتا ہے، بڑی بڑی عزتوں والے لوگوں کو چہرہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔ پروردگار ناراض نہ ہو، اگر ناراض ہو جائے تو چلتے پھرتے بھی وہ بندہ مرا پھرتا ہے اس کے اندر کا انسان زندہ نہیں ہوتا۔ لوگ خود کہتے ہیں کہ اب تو ہم اتنے ذلیل ہو گئے کہ مرے پھرتے ہیں، ہماری زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔

میرے دوستو! پروردگار کبھی ناراض نہ ہو، یہ دعائیں مانگا کرو، رب کریم! راضی رہنا، ہم پر مہربانی فرماتے رہنا، ہماری ان کوتاہیوں کی وجہ سے کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جانا۔ جب رب کریم کی رحمت کی نظر ہٹ جاتی ہے تو پھر بندے کی کشتی ہچکولے کھانے لگ جاتی ہے۔ پھر تو ایمان کی حفاظت مشکل ہوتی ہے۔ پھر تو انسان کو اپنی

عزت کی حفاظت مشکل ہوتی۔ ہمیں چاہئے کہ جو نعمتیں اس نے دیں ان کا شکر ادا کریں اور جو ہمارے اوپر نعمتیں نہیں ہیں ہم ان کو اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں، اس کا دروازہ کھٹکھٹاتے رہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ رب کریم اس دروازے کو کھولے گا اور ہمیں وہ نعمتیں بھی عطا فرمادے گا۔ لہذا اس سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے جب ہم شکر ادا کرنا سیکھ لیں گے تو اللہ رب العزت اپنی نعمتوں کو اور زیادہ کردیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی نعمتوں سے بھی مالا مال فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیں روحانی نعمتوں سے بھی مالا مال فرمائیں گے۔

تین آدمیوں کی آزمائش:

حضرت مولانا بدر عالمؒ نے ترجمان السنہ میں اس حدیث کا بھی تذکرہ فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ان میں سے ایک آدمی کے چہرے پر برص کے داغ تھے دوسرے کے سر پر بال نہیں تھے اور تیسرا آنکھوں سے اندھا تھا۔ ان تینوں کے ساتھ عجیب معاملہ پیش آیا۔ ان میں سے ایک آدمی ایسا تھا جس کے چہرے پر برص کے داغ تھے، شکل بھی اچھی نہ تھی، لوگ اسے دیکھنا پسند نہیں کرتے تھے، محفل میں بیٹھ کر وہ اپنے آپ کو مجرم کی طرح محسوس کرتا تھا۔ اس لئے بڑا پریشان پھرتا تھا۔ اس کا کاروبار بھی نہیں چلتا تھا۔

اس کے پاس ایک آدمی آیا اور آکر اس آدمی نے کہا کہ بتاؤ کہ تمہاری کوئی پریشانی ہے۔ یہ کہنے لگا، ہاں بڑی پریشانی ہے۔ پوچھا، کونسی پریشانی ہے؟ وہ کہنے لگا، اللہ تعالیٰ میرے برص کے داغ ٹھیک کردے، میرا چہرہ اس قابل ہو کہ میں لوگوں میں عزت کے ساتھ بیٹھ سکوں اور اللہ تعالیٰ میرا کاروبار ٹھیک کردے تا کہ میں عزت کی روزی کھا سکوں، میرے لئے یہی کافی ہے۔ چنانچہ اس آدمی نے دعا کی۔ اللہ

تعالیٰ نے اس بندے کی برص کی بیماری کو دور کر دیا اور اسے ایک اونٹنی عطا کی۔اونٹنی کی نسل اتنی بڑھی کہ ہزاروں اونٹوں اور اونٹنیوں کا وہ مالک بن گیا۔اس کا شمار امیر آدمیوں میں ہونے لگا۔

پھر وہ آدمی دوسرے کے پاس گیا۔جس کے سر پر بال نہیں تھے۔لوگ اس کا مذاق اڑاتے رہتے تھے اور اسے گنجا کہتے تھے۔کاروبار بھی اچھا نہیں تھا لہٰذا پریشان بھی رہتا تھا۔اس آدمی نے پوچھا، سناؤ بھئی تمہارا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگا، بس ایک تو سر پر بال نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں اور دوسرا کاروبار نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہوں۔اس آدمی نے کہا، اچھا اللہ تعالیٰ تمہارے سر پر خوبصورت بال اگا دے کہ تم دیکھنے میں خوبصورت نظر آؤ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا کاروبار عطا کرے۔چنانچہ اس کے سر پر خوبصورت بال آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک گائے عطا کی۔گائے کی نسل اتنی بڑھی کہ ہزاروں گائیوں کا وہ مالک بن گیا اور وقت کے بڑے امیر آدمیوں میں اس کا شمار ہونے لگ گیا۔

پھر وہ آدمی تیسرے کے پاس گیا اور پوچھا کہ سناؤ تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا، میں تو آنکھوں سے اندھا ہوں، میں تو ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں، میں تو لوگوں سے بھیک مانگتا پھرتا ہوں، میری بھی کیا زندگی ہے؟ دعا کرو اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرما دے اور اللہ تعالیٰ مجھے اچھا رزق عطا کرے اور غیر کی محتاجی سے بچا لے۔چنانچہ اس آدمی نے دعا دی۔اللہ تعالیٰ نے بینائی بھی عطا فرما دی اور اس کو ایک بکری عطا کی۔اس بکری کا ریوڑ اتنا بڑھا کہ وہ ہزاروں بکریوں کا مالک بن گیا۔اس کا شمار بھی امیر کبیر آدمیوں میں ہونے لگا۔

کئی سال ان نعمتوں میں گزر گئے۔لوگوں میں بڑے چرچے، بڑی عزتیں کہ

فلاں تو چوہدری صاحب ہیں، فلاں تو نواب صاحب ہیں، فلاں تو رانا صاحب ہیں۔ ان کا رہن سہن امیرانہ بن گیا۔ بڑے نوکر چاکر ہو گئے۔ دنیا کے مکان اور محل بنا لئے تھے، بڑی عزتوں کی زندگی گزارنے لگے اور وقت کے ساتھ ساتھ غفلت کا شکار ہو گئے۔

جب کافی عرصہ گزر گیا تو وہی آدمی پہلے کے پاس آیا اور کہنے لگا، میں محتاج ہوں، میں غریب ہوں، میں آپ کے پاس آیا ہوں، ایک وقت تھا جب آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ عطا کر دیا۔ آپ مجھے اسی اللہ کے نام پر کچھ دے دیں۔ یہ سن کر اس آدمی کو بڑا غصہ آیا۔ کہنے لگا، تم نے یہ کیوں کہا کہ ایک وقت تھا جب تمہارے پاس کچھ نہیں تھا، میرا دادا امیر، میرا باپ امیر، اور میں خود امیر، میں نے بچپن میں فلاں جگہ زندگی گزاری، میں تو سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا تھا، میں نے تو بچپن سے دولت دیکھی ہے، ارے! میں تو خاندانی امیر ہوں، تم کیسی باتیں کرتے ہو، تم نے لوگوں کے سامنے یہ بات کر کے میری بے عزتی کر دی۔ اس نے کہا، اچھا پھر جیسے تم پہلے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ یہ کہہ کر وہ آدمی چلا گیا۔ مشیت خداوندی سے اس کو پھر برص کا مرض ہو گیا، ایسی بیماری پھیلی کہ ساری کی ساری اونٹنیاں مر گئیں، جائیداد بھی ختم ہو گئی اور یہ اسی پہلی والی حالت میں دوبارہ آ گیا۔

پھر وہ آدمی دوسرے کے پاس گیا۔ اس کو کہنے لگا کہ میں بڑا ہی غریب ہوں، محتاج ہوں، مجھے اللہ کے نام پر کچھ دے دو۔ اسی اللہ کے نام پر جس نے آپ کو سب کچھ دیا حالانکہ آپ کے پاس تو اپنا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ کہنے لگا تم نے کیسی بات کی؟ ارے! میں بڑا عقلمند آدمی ہوں، دنیا مجھے بڑا بزنس مین کہتی ہے، دنیا

میرے فیصلے تسلیم کرتی ہے، میں نے فلاں کاروبار کیا ایسا سودا کیا کہ مجھے اتنی بچت ہوئی، فلاں سودا کیا اتنی بچت ہوئی، میاں! محنت سے کمایا ہے، بغیر محنت کے کچھ نہیں ملتا، تم ویسے ہی چل کے آ گئے ہو بھوکے ننگے بن کر، تمہیں کیسے مل سکتا ہے، ہم نے یہ محنت کی کمائی کی ہے کوئی آسمان سے ویسے نہیں گر گیا، ہم نے دن رات اس کے پیچھے محنت کی تب ہمیں یہ ملا ہے۔ جب اس نے اس قسم کی باتیں کیں تو یہ آدمی کہنے لگا، اچھا جیسے تم پہلے تھے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں ویسا ہی کر دے۔ جب اس نے بددعا کر دی تو اس کی گائیں سب کی سب مر گئیں، جائیدادیں نقصان کا شکار ہو کر ہاتھوں سے نکل گئیں، اس کے سر کے بال بھی گر گئے، جس حالت میں پہلے تھا اسی حالت میں وہ دوبارہ ہو گیا۔

پھر وہ تیسرے آدمی کے پاس گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میاں! میں محتاج ہوں، میں غریب ہوں، مجھے کچھ دے دو اسی اللہ کے نام پر جس نے آپ کو سب کچھ دیا حالانکہ آپ کے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا۔ جیسے ہی اس نے یہ بات کہی اس آدمی پر عجیب سی کیفیت طاری ہوئی۔ آنکھوں سے آنسو آنے لگے اور وہ کہنے لگا کہ بھائی! تم بالکل ٹھیک کہتے ہو، میں تو اندھا تھا، میں تو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلایا کرتا تھا، میں تو دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا تھا، میری دنیا ویران تھی، میں بھیک مانگتا تھا، لوگوں کے سامنے کشکول پکڑ کے جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کوئی خدا کا بندہ آیا اس نے دعا کر دی، میرے رب نے مجھے آنکھوں کی بینائی بھی عطا کر دی اور ایک بکری ایسی دی جو اتنی برکت والی تھی آج دیکھو کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان جتنا ریوڑ نظر آتا ہے یہ سب میرے مولا کا کرم ہے۔ یہ سب میرے مولا کی دین ہے، میرے پاس اپنا کچھ نہیں تھا یہ کسی کی دعا لگ گئی۔ میرے دوست! تم اس اللہ کے نام پر مانگنے کے لئے آئے ہو

میرا ریوڑ تمہارے سامنے ہے تم جتنا چاہو ان بکریوں میں سے لے سکتے ہو۔ میرے مال میں سے جتنا چاہو تم لے سکتے ہو۔ میں اپنی اوقات کو کیوں بھولوں، میں تو وہی اندھا ہوں، میرے مولا نے مجھ پر کرم کیا۔ اس اجنبی شخص نے کہا تمہیں مبارک ہو، میں تو اللہ کا فرشتہ ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے تین بندوں کے پاس امتحان کے لئے بھیجا تھا دو بندے اپنی اوقات کو بھول گئے اور ان سے پروردگار نے نعمتوں کو واپس لے لیا مگر تم نے اپنی اوقات کو یاد رکھا، جا اللہ تیری عزت میں اور مال میں اضافہ فرما دے۔ چنانچہ یہ آدمی بنی اسرائیل کے بڑے باعزت مال والوں میں سے بن گیا۔

اللہ کی تعریفیں کریں:

میرے دوستو! ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنی اوقات کو یاد رکھیں، ہم دنیا میں آئے تھے تو کیا کچھ لے کے آئے تھے، جسم پر لباس بھی نہ تھا، دوسری چیزیں تو بعد کی باتیں ہوتی ہیں، جو کچھ ملا پروردگار نے دیا ہم اس پروردگار کا دیا ہوا کھائیں اور اسی کے گیت گائیں، اس کی تعریف کرتے ہوئے نہ تھکیں، ہر وقت زبان پر اس کی تعریفیں ہوں، ہر وقت اسی پروردگار کی شان بیان کریں، اتنی تعریفیں کریں حتیٰ کہ لوگ ہمیں دیوانہ کہنے لگ جائیں۔ اگر دیوانوں کی طرح ہم پروردگار کی رحمتوں کا شکر ادا کریں تو ہم اس کی رحمت کا شکر پھر بھی ادا نہیں کر سکتے۔ میرے دوستو! سچی بات کہتا ہوں اس وقت منبر رسول پر بیٹھا ہوں۔ وہ پروردگار اگر ہمیں آنکھیں نہ دیتا تو ہم اندھے ہوتے، وہ ہمیں گویائی نہ دیتا تو ہم گونگے ہوتے، وہ ہمیں سماعت نہ دیتا تو ہم بہرے ہوتے، وہ ہمیں عقل نہ دیتا تو ہم پاگل ہوتے، وہ ہمیں صحت نہ دیتا تو ہم بیمار ہوتے، وہ اولاد نہ دیتا تو ہم لاولد ہوتے، وہ ہمیں مال نہ دیتا تو ہم بھک منگے غریب ہوتے، یہ جتنی نعمتیں ہیں یہ سب میرے پروردگار کا کرم ہے۔

اللہ کی قدر کریں:

او کیوں نہیں دامن پھیلاتے اور مالک کا شکر ادا کرتے کہ رب کریم! قربان جائیں تو نے نعمتوں کی انتہا کر دی۔ مگر ہم اس کا شکر ادا نہیں کر سکے۔ اللہ! جواب تک غلطی کر چکے، ناشکری والی، اتنے کریم آقا کو قرآن میں کہنا پڑا وَ قَلِیْلٌ مِنْ عِبَادِیَ الشُّکُوْرِ میرے بندوں میں سے تھوڑے میرا شکر ادا کرنے والے ہیں۔ ایسے کریم آقا کو کہنا پڑا وَ مَا قَدَرُوْا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ارے! ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسے کرنی چاہئے تھی۔ واقعی ہم ناقدرے نکلے، ناشکرے نکلے، پروردگار! ہمارے اس گناہ کو معاف فرما دے۔ اور آئندہ ہمیں اپنی قدر دانی کی اور اپنا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما دے۔

چھوٹی موٹی پریشانیاں زندگی کا حصہ ہوتی ہیں۔ جب مالک کی طرف سے لاکھوں خوشیاں اور نعمتیں ملیں تو شکر کیا کریں اور، چھوٹی موٹی پریشانیوں پر صبر کیا کریں۔ رب کریم صبر کرنے والے کو بھی جنت عطا کرے گا، شکر کرنے والے کو بھی جنت عطا کرے گا۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ